© rasailojaraid.com

لیکن آج روح اسلام اقوام اسلامی کی ان کامیابیوں سے پوری طرح مطمئن نہیں - اس کا اضطراب جس کی علامہ اقبال کی چشم بصیرت نے بہت پہلے نشان دھی کی تھی ، کہیں زیادہ گہرا ہے - وہ اپنی تسکین کے لئے ایسی وسعتیں چاہتا ہے ، جو صرف سیاسیات و اقتصادیات کی خارجی زندگی تک محدود نہ ہوں ، بلکہ ان کی پہنائیوں میں باطنی و معنوی زندگی کے جو شعبے ہیں وہ بھی آجائیں اور روح اسلام کی صحیح نمود ہو -

اور یوں بھی آج اکثر و بیشتر مسلمان قومیں جغرافیائی وطنیت اور قومیت کے جس مقام پر کھڑی ہیں ، کسی زندہ اور ترقی خواہ قوم کی یہ کبھی آخری منزل نہیں ہو سکتی - قومیت اور وطنیت تاریخی ارتقا کے کسی مرحلے میں خواہ کتنی ہی ناگزیر کیوں نہ ہو ، لیکن کوئی قوم جو انسانی قدریں رکھتی ہے اور اپنے آپ کو بڑی انسانی برادری کا ایک حصہ سمجھتی ہے ، اس پر کبھی قانع نہیں رہ سکتی -

---

اس صدی کے اوائل سے مسلمان اقوام جس راہ پر چل رہی ہیں ، اس پر چلتے چلتے وہ اس مقام پر آ گئی ہیں کہ اب ان کے سامنے دو راستے ہیں تیسرا کوئی راستہ نہیں - یا تو وہ اسلام کو اپنا کر مجموعی انسانی برادری میں بحیثیت مسلمان کے اپنی جگہ پیدا کریں - اور ان کے درمیان اسلام کا ایک موثر اور فعال رشتہ ہو - یا شیوعیت ، اشتراکیت اور مغربی جمہوریت کی بڑھتی ہوئی طاقتیں انہیں اپنے اندر مدغم کر لیں گی اور ان کی خصوصی اسلامی حیثیت ختم ہو جائے گی - باقی رہا یہ سوال کہ وہ اس وقت جس مقام پر ہیں ، وہی ان کی آخری منزل بن جائے ، تو اس معاملے میں ہمیشہ قرار میں اجل پوشیدہ ہوتی ہے -

---

اس سال مکہ معظمہ میں حج کے فوراً بعد رابطہ العالم الاسلامی کی جو مؤتمر منعقد ہوئی ، اور اس میں جو مقالات پڑھے گئے - تقریریں اور سفارشات کی گئیں ، آج عالم اسلام جس دو راہے پر کھڑا ہے اور جو زبردست چیلنج اسے در پیش ہے ، ان میں اس کی رہنمائی کی گئی ہے - مؤتمر کے عمومی اجلاس میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مقالات اور تقاریر کے علاوہ مختلف امور پر غور و خوض کرلے کے لئے الگ الگ مجالس بھی ترتیب دی گئی تھیں - اور انھی نے باھم صلاح و مشورہ اور بحث و تمحیص کے بعد سفارشات پیش کیں - رابطہ" العالم الاسلامی کی اس مؤتمر کے اجلاس ۱۷ اپریل سنہ ۱۹۶۵ء سے ۲۳ اپریل سنہ ۱۹۶۵ء تک ھوتے رھے اور تقریباً ۵۳ ملکوں کے وفد اس میں شریک ھوئے -

---*---

مؤتمر میں مملکت سعودی عرب کے وزیر معدنیات اور پٹرول الاستاذ احمد زکی یمانی نے ایک طویل مقالہ '' العدالہ" الاجتماعیہ" فی الاسلام '' کے عنوان سے پڑھا ، جس میں انھوں لے بتایا کہ کس طرح ھم اپنے اجتماعی و اقتصادی مسائل قرآن و سنت اور سلف صالحین کے ارشادات کی روشنی میں حل کر کے اپنے ھاں عدل اجتماعی قائم کر سکتے ھیں - اور یہ کہ اسلام کے نزدیک ملکیت کا تصور کیا ھے - اس بارے میں فرد کے کیا حقوق ھیں اور جماعت کے مصالح و مفادات کیا مطالبہ کرتے ھیں - اسلام نے افراد کی احتیاج دور کرنے اور جماعت کی عمومی فلاح و بہبود پر کتنا زور دیا ھے - اور خود نفس دین میں اس کی کتنی اھمیت ھے - دولت کی پیداوار میں سرمائے اور محنت کی شراکت کن شرطوں پر ھو - اور اس کے متعلق اسلام کے کیا احکام ھیں - ان سب امور پر فاضل مقالہ نگار نے بڑی شرح وبسط سے بحث کی اور بتایا کہ ھم اسلام کی تعلیمات کی رھنمائی میں وہ سب تبدیلیاں لاسکتے ھیں ، جنکی معاشرے کو ضرورت ھے - بے شک اسلام شخصی ملکیت کی اجازت دیتا ھے لیکن اس کے نزدیک ملکیت کا اصل مقصود جماعت کی فلاح و بہبود ھے - یہ مقالہ سعودی عرب کے ایک وزیر مملکت کا ھے ، اور اس سے اندازہ کیا جا سکتا ھے کہ سر زمین مقدس میں فکری ھوائیں کس رخ پر چل رھی ھیں اور وھاں اپنے اقتصادی و اجتماعی مسائل کو حل کرنے کے لئے کتنی سنجیدگی اور سر گرمی سے سوچا جا رھا ھے -

---*---

مکہ مکرمہ کی بلدیہ کی طرف سے ارکان مؤتمر کے اعزاز میں ایک استقبالیہ تقریب ھوئی - اس میں صدر بلدیہ الاستاذ عبداللہ عریف نے تقریر کرتے ھوئے کہا کہ ھمیں یہ یاد رکھنا چاھیئے کہ آج ھمارے وہ حالات نہیں جن میں پہلے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پہل امت اسلامیہ کی نشو و نما ہوئی تھی ۔ اس لئے ہمیں دعوت اسلامی کو اپنی جدید زندگی اور اس زمانے کے ترقی پذیر عالمی معاشروں کے حالات کے مطابق شکل دینا ہوگی ۔ اور یہ کہ اس دور میں عقل انسانی جو اختراعات و ایجادات کر چکی ہے اور ان صدیوں میں اس نے علوم و معارف کے جو خزانے جمع کئے ہیں ۔ ان سے بھی استفادہ کرنا اور انہیں اپنانا ہوگا ۔ موصوف نے بتایا کہ ہم مسلمانوں کے ہاں کتنی جہالت، بے کاری، بیماریاں اور معاشی پسماندگی ہے ۔ اور آج ان کے ساتھ کوئی قوم ترقی نہیں کرسکتی ۔

آخر میں صدر بلدیہ مکہ معظمہ نے کہا :— بے شک ہم نے المواطن (ہم وطن) فیصل کی، میں انہیں ملک (بادشاہ) اور صاحب الجلالۃ (ہز میجسٹی) کے بجائے المواطن ہی کہوں گا، اس لئے بیعت کی ہے کہ وہ شعائر اسلامی کی خدمت اور عدل اجتماعی کے قیام کے لئے بہترین اسلامی شخصیت ہیں ۔

شعائر اسلامی کے احترام اور ان کی خدمت کے ساتھ ساتھ عدل اجتماعی پر اس قدر زور ۔ اور وہ بھی مکہ معظمہ کی بلدیہ کے صدر کی زبان سے ۔ یہ ہے نیا رجحان جو اس دفعہ رابطۃ العالم الاسلامی کی اس مؤتمر میں نمایاں طور پر نظرا تا ہے ۔

*

مؤتمر کے تحت من جملہ اور مجالس کے ایک مجلس ثقافت بھی تشکیل کی گئی تھی ۔ اس نے ایک سفارش اس مضمون کی کی :— تعلیم کے تمام مدارج میں اسلام کی تعلیم دی جائے ۔ لیکن اس کے لئے جدید اور جاذب توجہ طریقے اختیار کئے جائیں ۔ اس میں جزئیات و تفصیلات سے زیادہ عقائد اسلامی کے ان اصولوں پر زور دیا جائے، جو مسلمانوں کو متحد کرنے والے ہیں ۔ جن سے مختلف مذاہب اسلامی کی اصلاً وحدت کا شعور پیدا ہو اور فرقہ وارانہ تعصبات نہ ابھریں ۔

*

رابطۃ العالم الاسلامی کا قیام سنہ ۱۹۶۲ء میں عمل میں آیا تھا ۔ اس کی پہلی مؤتمر اسی سال حج کے بعد مئی کے مہینے میں منعقد ہوئی تھی،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور اس کے بعد برابر اس کے اجلاس ہوتے رہے ہیں، لیکن شاہ فیصل کے برسراقتدار آنے سے سعودی عرب کی مملکت اور اس کے عوام کے باشعور و با اثر طبقوں میں نئی زندگی کی جو لہر اٹھی ہے۔ اور جس کا اظہار ان کے ہر شعبے میں ہو رہا ہے۔ رابطہ" العالم الاسلامی کی اس سال کی مؤتمر میں بھی اس کا نمایاں اثر ملتا ہے۔ سر زمین حجاز کی، جس میں کہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے مقدس شہر واقع ہیں، عالم اسلام میں ہمیشہ سے یہ حیثیت رہی ہے جو انسانی جسم میں دل کی ہوتی ہے۔ کہ سارے جسم کا خون دل میں جاتا ہے اور وہاں سے صاف ہو کر پھر جسم میں پھیلتا ہے۔ گزشتہ دو صدیوں میں مسلمان ملک براہ راست یورپ کے سیاسی تسلط، معاشی استحصال اور فکری و ثقافتی غلبے کے تحت رہے۔ اور ظاہر ہے اس سے ان کی خارجہ اور داخلی زندگی بہت حد تک متاثر ہوئی۔ اور اس میں ہر طرح کی اور بڑی دور رس تبدیلیاں وقوع پذیر ہوئیں۔ اس تمام مدت میں جزیرہ عرب نسبتاً ان اثرات اور تبدیلیوں سے بہت حد تک مامون رہا۔ اور زندگی زیادہ تر اسی پرانے ڈھرے پر چلتی رہی۔ لیکن نئے اسالیب فکر نئے طور طریقوں، نئی تمدنی و ثقافتی قدروں، مختصراً وہ زندگی جو پچھلے دو سو سال کے یورپ کے اثرات سے دنیائے اسلام میں وجود میں آئی اس کا سیلاب اب اس " بلد امین " کی حدود تک بھی پہنچ رہا ہے اور اور ریڈیو نے اس کی روانی میں مزید آسانی اور اس کے کٹاؤ میں زیادہ شدت پیدا کر دی ہے۔ المواطن فیصل کا برسر اقتدار آنا اسی بڑھتے ہوئے سیلاب کے خلاف اس سر زمین مقدس کا جو ہمیشہ سے دارالاسلام رہی اور وہاں بجا طور پر اسلام کی قدامت پسند دینی، فکری اور معاشرتی روایات پرورش پاتی رہیں، ایک قدرتی ردعمل ہے۔ جس کی ذہنی تصویر ہمیں اس سال کی مؤتمر اسلامی کی روئداد میں ملتی ہے۔ یہ رد عمل اور وسیع، گہرا اور دور رس ہوگا۔ اور چوں کہ اس کا سر چشمہ وہ شہر اور سر زمین ہے، جو اسلام کا اولین مرکز ہے۔ جہاں کہ خارجی اثرات کی دار و گیر کم سے کم رہی ہے۔ اور جہاں اسلامی روایات کا سلسلہ مربوط چلا آتا ہے، اس لئے پوری امید ہے کہ اس رد عمل کا حاصل ایک ایسا نظام فکر اور ہیئت اجتماعی و اقتصادی ہوگی۔ جو اس دور کی ضرورتوں اور جدید زندگی کے تقاضوں کو پورا کرنے کے ساتھ اصلاً و معناً اسلامی رہے گی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یعنی اس کا مرکز اطاعت بھی اسلام ہوگا اور اس کے فکر و ذہن کا مصدر فیض بھی اسلامی تعلیمات ہوں گی ۔

کہا جاتا ہے اور بالکل صحیح کہا جاتا ہے کہ شاہ فیصل کا مملکت سعودی عرب کا سربراہ و فرمان روا بننا ایک پر امن داخلی انقلاب تھا ، جس کی تحریک و راہنمائی خود اس سر زمین کے اسلامی و اجتماعی شعور نے کی ۔ اب شاہ فیصل کی زیر قیادت رابطۃ العالم الاسلامی کی اس سال جو مؤتمر منعقد ہوئی ہے ، اسی طرح اگر اس کو ایسے انقلاب کا نام دیا جائے ، جس کے اثرات بڑے دور رس ہوں گے ۔ اور عالم اسلام کے بڑے حصے کو متاثر کریں گے ۔ تو یہ بھی اتنا ہی صحیح ہوگا ۔

ماہنامہ '' فکر و نظر '' خاص طور پر اس مؤتمر کا خیر مقدم کرتا ہے ۔ کیوں کہ وہ اسی منزل کی طرف جادہ پیما ہے ۔ جس کے بارے میں اس مؤتمر میں فکری رہنمائی کی گئی ہے ۔ وہ یقین رکھتا ہے کہ اگر دعوت اسلام کو اس زمانے کے حالات کے مطابق پیش نہ کیا گیا ۔ ان تین چار سو سالوں میں عقل انسانی نے خارجی و داخلی زندگی کو ترقی کے جس بلند مقام پر پہنچایا ہے ، اس سے استفادہ کرنے اور اس کے حسنات کو اپنانے کی سعی نہ ہوئی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اگر خود مسلمان ملکوں میں اسلام کی حقیقی روح کے مطابق عدل اجتماعی کا قیام عمل میں نہ لایا گیا تو خیر نام کی مسلمان قومیں تو ضرور رہیں گی ، لیکن اسلام بحیثیت ایک فعال ، موثر ، ایمان آفریں اور عالم گیر عقیدہ اور نظام حیات کے خدا نخواستہ بمشکل کہیں نظر آئے گا ۔

الحق یعلو ولا یعلیٰ علیہ

© rasailojaraid.com